مطبوعات

یا وہ گوئی بمقابلہ شائستگی: انگریزی کتاب 'Scrilege Versus Civility' مرتبین جناب ایم ایم احسن و اے آر قدوائی۔ ناشر: اسلامک فاؤنڈیشن'

Ratbylane 'Markfield Dawah Centre , Markfield Leicester,

LE6 ORN (U.K) - کتاب کا سرورق' کاغذ' ٹائپ اور طباعت دلکش ہے۔ قیمت نامعلوم۔

یہ خوبصورت ' دلچسپ اور اذیت ناک کتاب اسلامی نقطۂ نظر سے The Satanic Verses کے احوال و ظروف کا مطالعہ ہے۔ اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ مرتبین نے شیطانی مزخرفات (از رشدی) کے خلاف شائستگی کی عدالت سے مکمل طور پر عقلی و منطقی اور تقابلی لحاظ سے فیصلہ دلوا دیا ہے کہ رشدی کا کارنامہ اسلام اور داعی اسلام کے تقدس پر کیچڑ اچھالنے کی صورت میں بدتمیزی اور بے حرمتی کی کارروائی ہے۔ برطانیہ ' امریکہ اور بقیہ یورپ نے اس سیاہ کارانہ کارروائی کی حمایت کرکے صریحاً" شرفِ انسانیت اور تہذیب و شائستگی کو مجروح کیا ہے۔ یہ کتاب اس امر کی ایک اچھی مثال ہے کہ دونوں جانب کے اظہارات اور طرزِ عمل کو تقابلاً" سامنے رکھ کر گویا عقل و شرافت کی میزان کے دونوں پلڑوں میں دو گونہ رجحانات کو پیش کرکے معدلت گستری کا ایک کارنامہ سرانجام دیا گیا ہے' اور متعصب عیسائیوں' مغرب کی مسلم دشمن ذہنیت اور مستشرقین کی علمی ناوک اندازیوں اور نشتر زنیوں کو بے وقعت ثابت کرنے کا ایک راستہ نکالا ہے۔

چونکہ اس مرتبہ ہمیشہ سے بھی زیادہ اجمال اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے' کیوں کہ کتابوں کا ایک طومار تبصروں کے لیے پڑا ہے' لہٰذا چند مختصر باتیں مندرجات (بلکہ ابواب) کے متعلق ہونگی۔ پہلے باب میں آپ مسلمانوں کا ردعمل دیکھیے کہ وہ کس نہج سے سوچتے ہیں اور مغربی ماحول کیا صدائے بازگشت دیتا ہے۔ دنیا بھر کے اکابر مسلمین اور اداروں نے جو کچھ سوچا اور کہا اس کا اجمالی ریکارڈ حاضر ہے۔ دوسرے باب میں سلمان رشدی کی انسانی اور ذہنی کیفیت اور سطح کا جائزہ ہے۔

تیسرے باب میں بتایا ہے کہ خرافات رشدی کے دفاع میں مسلمانوں کے رد عملی جذبات' استدلال اور مظاہروں کا جواب دیتے ہوئے کج اندیش مغرب کیا تاثر ظاہر کرتا ہے۔ صرف ذیلی عنوان دیکھیے: (۱) مسلمان برطانیہ کے لیے نازی ہیں' (۲) رشدی کی کتاب نہیں بلکہ مسلمانوں کا احتجاج بدمزگی رکھتا ہے' (۳) اسلامی منڈلی کے داؤں پیچ' (۴) اسلام کے خلاف متحد ہو جاؤ۔ (یعنی رشدی کی ہفوات کے تحفظ کی خاطر!) (۵) برداشت کی حدود۔ (مطالبہ ہے کہ مسلمانوں پر سختی کرنی چاہیے۔) (۶) ایک اسلامی کابوس' (۷) رشدی کے متعلق چیخم دھاڑ کا مدعا بلیک میل کرنا ہے۔

پھر تذکرہ ہے ان شائستگی پسندانہ آوازوں کا جو مخالف حلقوں سے اٹھیں۔

ایک ضروری باب وہ ہے جس میں محروم رشد' رشدی کے متعلق واقعات و احتجاجات اور اقوال کا تاریخ وار نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

باب ۵ میں مسلمانوں کا استدلال تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔

مگر بس اب میں بقیہ نصف کتاب پر کچھ نہیں لکھ سکتا۔ بیان کردہ ان نکات سے آگے کے مباحث کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

سرورق پر بڑی خوبصورتی سے آرٹسٹ نے **ورفعنا لک ذکرک** کو پانچ سطروں میں ڈیزائن کیا ہے۔

اگر شائستگی اجازت دیتی تو عنوان کا ترجمہ میں "پھکڑپن بمقابلہ شائستگی" لکھتا۔ مگر قلم کی ایک حد اخلاق ہے۔

———— ○ ————

میرے بچپن کی دنیا: مرتبہ جناب رفیع الزمان زبیری۔ ناشر: نونہال ادب۔ ہمدرد فاؤنڈیشن' ہمدرد سنٹر' ناظم آباد کراچی' کاغذ' طباعت خوشنما' گتے کی مضبوط جلد' رنگین ڈیزائن سے آراستہ۔ قیمت ۳۰ روپے۔

میں نے یہ کتاب پڑھی تو اپنے بچپن کے زمانے کو (انفرادی لحاظ سے بھی' معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے بھی) ایک دلچسپ بھولا بسرا خواب محسوس کیا۔ جی چاہا کہ اگر میں اپنے اس جزیرہ ماضی کی سیر کر سکتا بلکہ موجودہ حال سے بھاگ کر میں وہیں ایک جھونپڑی ڈال سکتا تو کتنا دلکش واقعہ ہوتا۔ سیاسی لحاظ سے اس دور کی اہم ترین تلخی' احساس غلامی کی وجہ سے تھی جو سمجھ بوجھ پیدا ہوتے ہی نیش زنی کرنے لگتی ہے۔ مگر وہ فضائے امن' وہ انسانی یگانگت' وہ تمام اشیاء کا خالص ملنا' وہ

ارزانی' وہ مسجدوں میں نمازی' گھریلو ناظرہ قرآنی درسوں میں چھوٹے بچوں اور بچیوں کے ہجوم۔ یہ سب کچھ یاد آتا ہے تو اس کے بالمقابل خوف اور جرم کی ماری ہوئی دنیا' انسانی قدروں کی تباہی' اولاد آدم کا اپنے ہی برادران انواع کے لیے قاتل' ڈاکو اور خیانت کار بن جانا' اخباروں کا طوفان' لیڈروں اور علما کا شور' گانے بجانے سے تھرتھراتی فضا' بسوں اور ریلوں کے سامانوں کی بربادی' اپنے ملک کی املاک کی آتشزنی وغیرہ احوال کو دیکھتا ہوں تو اقبال کا وہ شعر یاد آتا ہے کہ۔

از زمان خود پشیماں می شوم   در قرون رفتہ پنہاں می شوم

اس کتاب کے ذریعے آپ حکیم محمد سعید' اختر حسین رائے پوری' سید ہاشم رضا' ابن الحسن' حمیدہ بیگم' علی احمد بروہی' عشرت رحمانی' اے حمید اور حسن الدین قریشی جیسے اکابر سے ان کے بچپن کی داستانیں سنیے اور ان چیزوں کو نوٹ کیجیے جو اچھی تھیں اور مٹ گئیں یا جو بری تھیں اور رائج ہو گئیں۔

اس مطالعہ سے آپ میں نئی سوچ پیدا ہوگی کہ کیا ہونا چاہیے اور کیسے؟

یہ کتاب اصلاً" بچوں کے لیے ہے اور انہی کے خیالات و احساسات کل کی دنیا کو نئی شکل دیں گے۔ اسے پڑھتے ہوئے ایسے سبق ملتے ہیں کہ ہم بھی اپنے آپ کو بچپن کے دور میں گھومتا پاتے ہیں۔

------○------

انسانیت کی تلاش: از قلم برادرم پروفیسر عبدالحمید صدیقی مرحوم۔ مرتب: سلیم منصور خالد۔ ناشر: شفیق الاسلام فاروقی' حرا پبلی کیشنز' اردو بازار لاہور۔ کمپیوٹری طباعت۔ سفید کاغذ' سرورق دبیز' رنگین۔ قیمت ۳۶ روپے۔

محترمی پروفیسر عبدالحمید صدیقی جو مجھ سے پہلے کئی سال "ترجمان القرآن" کی ادارت کا فریضہ نہایت قلیل وظیفے اور کثیر محنت کے ساتھ ادا کرتے رہے ان کے چند "اشارات" یعنی ترجمان القرآن کے اداریے جمع کیے گئے ہیں۔ ان کو پڑھ کر ایک طرف ان کی وسعتِ مطالعہ اور عُمقِ شعور کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف ان کی دینی حس اور مضبوط ایمانی خودی لفظ لفظ میں کارفرما دکھائی دیتی ہے۔ انھوں نے اپنے دور کے کسی فتنے یا برے طرز عمل کو بغیر چیلنج کیے نہیں جانے دیا۔ خصوصاً" مغربی تہذیب و الحادی علوم کی یورش اور مضر اسلام کارروائیوں پر انھوں نے سخت گرفت کی۔ مثلاً آپ "ٹرائے کا گھوڑا اور مغرب" پڑھیں' "نیکی بذریعہ بدی" کے عنوان ہی پر غور کریں' "سانحہ جلیانوالہ باغ" پر صدیقی صاحب کی رائے اور تاثر کو دیکھیں' "طاقت ور

جدیدیت اور ملا" میں مرحوم کا تجزیہ احوال دیکھیں۔ "انار کلی کے دیوانے" جیسی تحریر کی فضا میں داخل ہوں "پروفیو موکیلر اسکینڈل" کے واقعہ اور اس سے اخذ کردہ نتائج پر توجہ کریں' اسی طرح بقیہ مضامین کو بھی جانچیں۔ اندازہ کریں کہ کتنا سچا آدمی تھا وہ! کتنا مضطرب اور سوزش پنہاں کا امین! کتنے وسیع تناظر میں وہ ماضی و حال کو آمنے سامنے لا کر دکھاتا۔

ساری تحریر کا مقصد انسانیت اور اس کی ان قدروں کی تلاش اور ان کا احیا ہے' جن کے مجموعے کا نام اسلام ہے۔

اپنے جی کو جلا جلا کر' معیشت کے صحرائے بے آب میں سے گزرنے والا' سحر کو بچوں کو سوتا چھوڑ کر گھر سے لاہور کے لیے نکلنے اور رات کو ان کے سو جانے کے بعد گھر پہنچنے والا وہ صاحب فکر و قلم' ان مقالات میں آپ کو اپنی شان فقر اور خوئے محنت کے ساتھ دکھائی دینے لگے گا۔

------O------

Kashmir Bleeds: مدیران: سید نورالحسنین رافعی (ریٹائرڈ) آئی' ایف' ایس و عبدالکبیر کاری پاک (ریٹائرڈ) آئی' ایف' ایس۔ مرتب: دی ہیومن رائٹس کمیشن' سرینگر۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز' بلاک ۱۹۔ مرکز F/7 اسلام آباد۔ صفحات ۲۲۴۔ نیوز پرنٹ پر خوبصورت انگریزی ٹائپ۔ مع تصاویر' اچھی جلد بندی۔ عنوان ڈیزائن دار۔ قیمت ۱۲۰ روپے۔

انگریزی کی اس کتاب کی بڑی اہمیت ہے۔ اہل کشمیر اپنے مسلمہ حق خودارادیت کے لیے تقسیم کے بعد سے مسلسل بھارتی استبداد کی چکی میں پستے رہے ہیں۔ مگر آج کی صورت حال مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ درندوں کے گلے' تباہ کن اسلحہ اور تیز رفتار گاڑیوں کے ساتھ' بڑی تعداد میں اہل کشمیر کے خلاف اس طرح ٹوٹ پڑے ہیں کہ وہ کسی کشمیری کو زندہ رہنے کا موقع نہیں دینا چاہتے۔ بے وجہ چلتے یا کھڑے جوانوں اور بچوں کو مار دینا' گھروں کو جلانا' انسانوں کو زندہ حوالہ آتش کرنا' خواتین کو بہیمیت کے آخری گندے سلوک کا نشانہ بنانا' مجاہدین کو گولیوں کا نشانہ بنانے کے علاوہ ان کی مسلسل گرفتاریاں کر کے مختلف کیمپوں اور جیلوں میں فورتھ ڈگری کی اذیتوں سے دوچار کرنا' اعضا اور ہڈیاں توڑ دینا' انھیں غذاؤں اور صابن وغیرہ کے ذریعے مختلف بیماریوں کا شکار بنانا' بعض کو جنسی اعضا سے محروم کر دینا' بجلی کے جھٹکے جسم کے نازک حصوں پر' برف پر لٹانا' سخت سردی میں ایک ایک سوراخ دار گندے کمبل میں راتیں گزروانا' کشمیر ہائی کورٹ کے فیصلوں کی ذرا بھر پروا نہ کرنا' پھل دار درختوں کی تباہی' فصلوں کی بربادی' قحط کی حالت مسلط کر دینا اور اس سے بھی بدتر تفاصیل اگر کوئی جا کر دیکھے تو شاید وہ کئی دن تک کھانا نہ کھا سکے' بلکہ اپنی زندگی

کو زندگی رائیگاں سمجھے۔ آفرین ہے ان مسلمان زادوں پر جو جنگ بندی لکیر کے اس پار شرابیں پیتے، زنا کرتے، ثقافتی مجالس میں عورتوں کو نچواتے، ٹیلی ویژن پر جنسیت کی بہاریں دیکھتے اور دکھاتے، ہوٹلوں میں شاندار قسم کی ضیافتیں اڑاتے، ڈاکے ڈالتے، گاڑیوں اور بسوں پر حملے کرتے، تخریب کاری کے لیے بموں سے تباہی لاتے ہیں اور اس کے بعد کشمیر کے لیے نعرے لگتے ہیں، کشمیر کے لیے جلسے ہوتے ہیں، جلوس نکالے جاتے ہیں، ان سے یک جہتی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ایک شخص زخموں سے چور چور تڑپ رہا ہے اس کے ساتھ پلاؤ کباب کھا کر کیا یک جہتی دکھائی جا سکتی ہے۔

اس کتاب میں نہایت عجیب قسم کا مواد جمع ہے۔ کشمیریوں کے حق خود اختیاری پر انڈیا کے منوسانی کا مضمون، سرزمین کشمیر کے حقائق از اشوک مہتہ، انوراد ھاوت کا بغاوت، آنسوؤں بھری وادیٔ کشمیر از اندر جیت بدھوار، زبردستی کا چھاپہ مار از عائشہ کا گل (ایک نوجوان اخبار لینے گیا اور گولی کا نشانہ بنادیا گیا)۔ کتاب کے مندرجات تو کیا، اگر صرف عنوانات کی فہرست ہی دی جائے تو بڑی جگہ چاہیے۔ مختصر یہ کہ نہایت دردناک عنوانات کے تحت خود بھارتی ہندو صحافیوں اور دانشوروں اور دوسرے اہم لوگوں کے قلم سے ایسی خوفناک اور شرمناک تفاصیل سامنے آتی ہیں کہ زندگی کا سارا کیف ختم ہو جاتا ہے۔ پھر خود مسلمانان کشمیر کے بھی دلوں کے زخم سامنے آتے ہیں۔

آخر میں ڈاکٹر غلام نبی فائی کا وہ محضر نامہ ہے جو امریکی بار ایسوسی ایشن کی بین الاقوامی حقوق انسانی کی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس رپورٹ میں کشمیر کے دردناک حقائق کو بیشتر غیر جانبدار لوگوں کی رپورٹوں کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے۔

کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ کینیڈا کی ٹورسٹ مسز لارا جین کو کشمیر کی حفاظتی سپاہ نے ہاؤس بوٹ سے اغوا کر لیا اور جھیل ڈل کے قریب کی پہاڑیوں میں اس کی نسائیت کی بد ترین توہین کی۔

لیکن آفرین ہے انسانی حقوق کے بڑے بڑے عالمی ٹھیکے داروں کو کہ جنھوں نے رسمی طور پر بھی کشمیر میں کوئی وفد بھجوانے یا اخباری نمائندوں کے ذریعے رپورٹیں حاصل کرنے کا اور پھر ان بھیڑیوں اور چیتوں کے رویے کو رکوانے کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ مغربی پریس ٹھنڈے ٹھنڈے انداز سے کشمیر کے احوال کے اجزا اس طرح لکھتا ہے جس طرح کوئی لطیفے سنائے جا رہے ہوں یا بجھارتیں۔ کوئی جذبہ نہیں، کوئی احساس نہیں، کوئی خلش ضمیر نہیں، جمہوریت و تہذیب کے تقاضوں کا کوئی لحاظ نہیں۔ ریڈ کراس کی کوئی ٹیم قحط زدہ کشمیر میں غذا و دوا پہنچانے کے لیے کسی

نے نہیں بھیجی، سب پتھر کے بنے ہوئے ہیں یا ہیروئن چاٹ کر بدمست ہیں۔ انسان نہیں، کٹھ پتلیاں ہیں۔ عراق پر کس تیزی سے امریکہ اور سارا مغرب جھپٹا، لیکن کشمیر کی مظلومیت اور بھارت کے وحشیانہ استبداد کا کوئی نام نہیں لیتا۔ کیوں کہ بھارت سے تو دوستی ہے۔ وہ ہندو ریاست ہے، مسلمانوں کو مار رہی ہے اور یہی امریکہ اور مغرب کی تمنا ہے۔

مگر دوسروں کو تو چھوڑیئے۔ مسلمانان کشمیر کے ساتھ اتنا شدید ظلم کرنے پر بھی خود مسلمان ملکوں کے احساسات ایمانی پر جوں تک نہیں رینگی۔ کسی نے تجارتی بائیکاٹ نہیں کیا، کسی نے سفارتی تعلقات ختم نہیں کیے۔ عربوں کو درد ہوا تو ایک فلسطین کا۔ ہم نے ان کی خاطر یہودیوں سے تعلقات نہیں رکھے۔ لیکن ہمارے مسلمان بادشاہ اور آمر اور ان کی قومیں بھارت سے یہ نہیں کہہ سکتیں کہ تمہارے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں، ہم تم سے دوستانہ مصافحہ نہیں کر سکتے۔

بہرحال یہ کتاب اینٹ پتھروں اور لوہے کی گارڈروں پر تو اثر نہیں کر سکتی، لیکن جہاں کہیں انسانیت ہوگی، وہ تڑپ اٹھے گی۔

------○------

قرآنی دعوت انقلاب: مولفہ مولانا محمد علی ایم اے (کینٹب)۔ صفحات ۳۱۶ دبیز ٹائٹل۔ ملنے کا پتہ: بیگم زاہدہ محمد عمر، نمبر ۲۱۶ سی پی اینڈ برار سوسائٹی، بلاک ۸/۷ کراچی نمبر ۵۔ نیز مکتبہ ایوبیہ ناشران کتب اسلامی، کراچی ۷۴۲۰۰۔ قیمت نامعلوم۔

مولانا محمد علی (کینٹب) کی زیارت بھی ہوتی رہی، تھوڑی بہت گفتگو بھی۔ وہ ہمارے قریبی خیر خواہ تھے۔ ان کی زندگی دینی خدمات سے مزین رہی۔ ان کی یہ کتاب قرآن کی آیات اور احادیث مبارکہ پر مبنی ہے۔ ہر چیز کی دلیل انہوں نے کتاب و سنت سے دی ہے۔ ۳۱۶ صفحے کی کتاب میں سے میں صرف ایک مقام کو لے رہا ہوں۔ روایتی علما کے بخلاف انہوں نے نظام زندگی کے متعلق یہ کلام کیا ہے:

"دنیا میں نظام زندگی (The Art of living) کے متعلق ۲ ہی نظریے ہو سکتے ہیں۔ ایک نظریہ تو خدائی نظریہ حیات ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے اور جس کے متعلق اس کا دعویٰ ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب نے یہی نظریہ حیات پیش کیا۔ اور وہ نظریہ یہ ہے کے زمین خدا کی ملکیت ہے اور اس لیے اس پر صرف خدا کا حکم جاری ہونا چاہیے۔

انسان زمین پر خدا کا خلیفہ یعنی نائب ہے اور اس کے احکام کو نہ صرف نافذ کرنا بلکہ ان کی کمال اطاعت' اور سچے دل سے اس حقیقی مالک کی بندگی و پرستش کرنا اس کا فرض منصبی ہے اور حکومت و سلطنت' مال و دولت' اور تمام متاع دنیوی' یہاں تک کہ اس کی اپنی جان اور اس کی اولاد سب کے سب خدا کا عطیہ اور اس کی امانت ہیں جو محض بطور وسائل کے عطا ہوئے ہیں تاکہ وہ دنیا میں خدا کے مشن کو پورا کر سکے۔ اس کے تمام اعمال کا محرک خدا پر اعتقاد' تقویٰ اور رضائے الٰہی ہوتا ہے۔ وہ اپنے تئیں ہر عمل کے لیے خدا کے سامنے جواب دہ سمجھتا ہے۔"

دوسرا نظریہ حیات جو خدا کی بغاوت پر مبنی ہے' مادی نظریہ حیات ہے۔

(ص ۱۳۱'۱۳۲)

اس جملے کے بعد سوشلزم اور سرمایہ داری کو خالص مادی اور خدا و فطرت سے بغاوت قرار دیا ہے۔ تاریخ کے مادی تصور (Material Conception of History) کو بھی مادی اساس پر مبنی ظاہر کیا ہے۔

بس اسی سے اندازہ کرلیں کہ قرآن کی تعلیم کو انہوں نے کس نقطہ نظر سے دعوت انقلاب قرار دیا ہے۔ اوپر کے نقطہ نظر کے اجمال کی تفصیل میں بڑی لمبی بحث کی ہے۔ خصوصاً سوشلزم کے بارے میں تو بڑے حوالے جمع کیے ہیں۔

بہ حیثیت مجموعی کتاب دینی اور موجودہ دور اور نظریوں کی معلومات سے بھری پڑی ہے۔ ایسے صحت مندانہ نقطہ نظر سے جو کام کیے گئے ہوں' انہیں بالائے طاق نہیں ڈال دینا چاہیے۔

------ ○ ------

ماہنامہ رفیق منزل: مدیر اعزازی جناب منور حسین فلاحی۔ پتہ : رفیق منزل' ۲۳۰ ابوالفضل ا۔انکلیو' اوکھلا' نئی دلی ۱۱۰۰۲۵۔

اس وقت رسالے کا ایک خاص نمبر ہمارے سامنے ہے جس کا عنوان ہے "ہندوستانی سماج اور دعوت اسلامی" اس شمارے کی قیمت ۸ روپے ہے (صفحات ۱۷۶)

اداریے میں مولینا جلال الدین عمری کا ایک حوالہ دیا گیا ہے کہ "ہمارا اصل کام لوگوں پر اللہ کی طرف سے حجت قائم کر دینا ہے۔ انسانوں کو یہ بتانا ہے کہ اسلام یہ ہے اور اس کے بغیر ان کی نجات ممکن نہیں .... یہ حجت جب تک قائم نہیں ہو جاتی ایک پیغمبر نہ ہجرت کرتا ہے' نہ قتال۔ حالات ایسے بھی آسکتے ہیں کہ صرف ۲۳ سال میں دین قائم ہو جائے۔ اور یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ ساڑھے نو سو سال میں بھی دین کا قیام نہ ہو۔ قرآن میں مختلف انبیاء کی جو مدت کار بیان ہوئی ہے اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ دین کا کام کرنے والے جلد بازی میں کوئی غلط کام نہ کر بیٹھیں۔"

اپنے مضامین کے لحاظ سے یہ نمبر اس لحاظ سے نہایت اہم درجہ رکھتا ہے کہ اس میں اسلامی دعوت کی مزاحمت کرنے والی جماعتوں اور تنظیموں یا سیاسی حالات کی گردشوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح پورا نقشہ کسی میدان جنگ کی طرح سامنے آجاتا ہے۔ جدید ہندو مذہبی تحریکات (جن میں پاگل پن کی حد تک متعصب عناصر بھی ہیں)' احیاء پسند ہندو طلبہ تنظیمیں۔ ان کے پاس احیا کے لیے کوئی نظام عدل و احسان تو ہے نہیں' بلکہ رسمیات نما کلچرل اجزاء' کچھ پرانی کہانیوں کے اساطیری تصورات' خصوصیت سے ہندومت کی عقلی طور پر کوئی وضاحت نہ ہونے کے باوجود اس کے بارے میں غیر عقلی منتشر خیالات کو عمل میں لانا۔ پھر کیمونسٹ طلبہ تنظیموں کا ذکر ہے۔ ہندوستان کی تہذیبی جارحیت کا جائزہ ہے۔ بھارتی سیکولرازم کی رنگارنگیاں مذکور ہیں۔ پھر ہندوستان کے دینی مدارس کا تذکرہ ہے۔

دوسرے حصے میں اسلام کی دعوت' بھارت میں سیاسی طریق کار' رزق حلال' رخصت و عزیمت کے تصورات' تربیت کی صورتیں' آخر میں تحریک اسلامی ہند کے متعلق افضل حسین صاحب سابق قیم جماعت اسلامی کا مقالہ ہے۔

میرا خیال ہے کہ یہ نمبر بھارت کے لیے تو اہم ہے ہی' ہمارے لیے بھی اس کا مطالعہ مفید ہے۔

------○------

سید مودودیؒ: از محمد حسین شیم۔ ناشر: شفیق الاسلام۔ ملنے کا پتہ: حرا پبلی کیشنز' اردو بازار لاہور۔ صفحات ۱۵۷۔ سفید کاغذ پر جدید طباعت۔ ڈیزائن دار رنگین' دبیز ٹائیٹل۔ قیمت ۳۶ روپے۔

ایسی شخصیتیں کم ہی نمودار ہوتی ہیں جن کے قرب میں رہ کر ہم جیسے عام آدمی افکار و کردار ہی کو بلند نہیں کر لیتے بلکہ لکھنے پڑھنے اور بولنے کی صلاحیتیں بھی آجاتی ہیں۔ ایسی شخصیت مولانا مودودیؒ کی تھی۔ جو چار دن ساتھ رہا وہ دیکھتے دیکھتے چمک اٹھا۔ میرے لیے اس کی بہترین کامیاب مثال جناب شیم ہیں۔ ٹائپسٹ تھے' اسی خدمت کے لیے بلائے گئے۔ مگر آج یکایک معلوم ہوا کہ اشہب قلم کی شہسواری میں ہم سے آگے نکل گئے ہیں۔ شاید ان میں شعاعیں

جذب کرنے کی صلاحیت زیادہ تھی۔

اس کتاب میں انہوں نے سید موصوف کی پرعزم زندگی کے بعض گمنام یا کم معلوم گوشے اس خوبی تصنیف و ترتیب کے ساتھ سامنے لا کے رکھ دیئے ہیں، گویا ایک شخص برسوں لکھتا پڑھتا ہے۔ ہم اگر خوش عقیدہ لوگ ہوتے تو اور بے شمار مثالوں کے ساتھ اسے بھی "کرامت" شمار کرتے۔ میں اپنا حال بیان کرتا ہوں، علم کھوکھلا تھا مگر اب ایسے مسائل سوجھ جاتے ہیں جو وسیع و عمیق مطالعہ کرنے والوں کے ہاتھ بہ مشکل لگتے ہیں۔ یہ میں طے کر کے جوان ہوا کہ تقریر مجھے کبھی نہیں کرنی، مگر ایک محب خدا کی توجہ (دعا اور حکم) کہ میں ایسا مقرر بنا کہ احباب ہر طرف مجھے گھسیٹتے تھے کہ ہر جگہ مطالبہ میرا ہی ہوتا۔ جملہ معترضہ معاف!

شمیم صاحب کو مولانا کے خطوط ٹائپ کرنے کا موقع ملا، اور کبھی ان کے کسی بیان کے سٹینسل تیار کرنے کا، مگر یہ خاموش طبیعت آدمی بے شمار چیزیں اپنے حافظے کے فائیل میں رکھتا رہا (جن میں سے بعض اپنے وقت پر راز ہوتیں) اور کچھ فکر و نگارش کے انداز کا اثر لیتا رہا۔ اس کا ماحصل آج سامنے آیا ہے۔ مولانا کی وفات کے ۱۳ سال بعد آج ماضی کے کئی قصے تازہ ہو کر سامنے آگئے ہیں۔ آباد شاہ پوری صاحب کو تاریخ لکھنے میں کام دیں گے۔ تحریک پاکستان کی یادیں، ریڈکلف ایوارڈ، قرار داد مقاصد، مولانا سید سلیمان ندوی سے خط و کتابت، مطالبہء دستور، اسلامی دستور، قادیانیت اور راست اقدام، سید مودودیؒ کی سزائے موت، منیر انکوائری رپورٹ، نوائے وقت کا کردار، مولانا مرتضیٰ میکش کا مقدمہ (مولانا کے خلاف مقدمہ کیا اور خود انہی پر اس کا وبال پڑا)، انگریزی کی تصحیح (عین عدالت میں)، مولانا سندھی سے روابط، جائزہ کمیٹی، مولانا کا امارت سے استعفیٰ، اجتماع ماچھی گوٹھ، مذاہب کی عالمی کانفرنس، بین الاقوامی کلوکیم (یہ بڑا معرکے کا اجتماع تھا)، چودھری محمد علی اور قادیانیت، خلافت و ملوکیت، سوشلسٹ علما کا کردار، بنگلہ دیش کا قیام، مولانا مودودیؒ اور گردے کی تکلیف، موت العالِم موت العالَم۔ یہ اہم سرخیاں ہیں۔

ابتدائیہ کی پہلی سطر میں مجھ سے معمولی بندے کے الفاظ کھٹکے، یوں لکھنے کا رواج نہیں، معمولی آدمی یا معمولی فرد لکھا جاسکتا تھا۔ ص ۷۷ پر مولانا کی ایک ایسی اہم تقریر ہے۔ جو نہ کسی اجتماع میں کی گئی، نہ پڑھا کر سنوائی گئی۔ صرف چند ضروری افراد کے سامنے مولانا نے اپنا نقطہ نظر رکھا۔ یہ فی الحقیقت نہ جماعتی لٹریچر کا حصہ ہے، نہ اس پر کوئی استدلال کیا جاسکتا ہے۔

جماعت میں بارہا آمریت پسند لوگ ابھرے (اس ذہنی کیفیت یا اجتماعی رویے کی ایک جھلک

میں مولانا امین احسن اصلاحی میں دیکھ چکا ہوں۔ زیر عتاب آیا ہوں۔ مگر جماعتی خودی کا سر خم نہیں ہونے دیا) اب بھی ہمارے ہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو ابتدائی لٹریچر کی ایمان آفریں تحریروں اور وجد آفریں دعوت کار کو خارج از بحث رکھنا چاہتے ہیں۔ دستور کی باڑوں کو پھلانگ سکتے ہیں' جماعت کی روایات اور قدروں کی کوئی وقعت ان کے دلوں میں نہیں ہے' انہیں ہر حال میں نیا شہر بسانا ہے۔ شمیم صاحب کا یہ دلچسپ تقریری ریکارڈ (جسے برتا نہیں گیا) آج بڑے فتنہ کا موجب بن سکتا ہے۔ اول تو کون اور کتنے لوگ اس وقت یا آج تحریک اور جماعت کا فرق سمجھتے ہیں اور دونوں کو الگ الگ رکھ کر کام کا نقشہ بنا سکتے ہیں؟ مولانا کا مدعا ہرگز یہ نہیں تھا کہ نظم جماعت میں ضابطے' حدود اور معیارات نہ ہوں اور ہوں تو مولانا مودودیؒ بہ حیثیت امیر جماعت و داعی تحریک ان سے بلند تر رہیں۔ اصل میں تحریکی رہنمائی کا مفہوم' جماعتی امارت سے جو فرق رکھتا ہے' نہ اس وقت پوری طرح سمجھا گیا اور نہ آج کوئی اس قابل ہے کہ سمجھ سکے۔ اچھا ہوتا کہ وہ جماعتی ضابطے کے دائرے میں استعمال نہ ہونے والی اس تقریر کو بالائے طاق ہی رہنے دیتے۔ یا پھر کم سے کم اب یہ بتائیں کہ جماعت کے اصل تشخص کو برباد کر کے آمریت کی راہ پر چلنے کے لیے مجھے یا آپ کو کونسی چیزیں روک سکتی ہیں۔ دور خلافت راشدہ کو سامنے رکھیے۔ آخری دور میں ایک طرف حضرت علیؓ خلیفہ راشد ہیں۔ دوسری طرف امیر معاویہؓ ڈٹے ہوئے ہیں۔ قرآن موجود' حدیث موجود' عملی روایات موجود' صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد موجود' مگر فتنہ کا حل نہ ہو سکا۔ آج بتائیے کہ تحریک اور جماعت کے فرق کو سمجھ کر ترازو کے تول صحیح چلنے والے کتنے لوگ آپ کے پاس ہیں۔ الختصر شمیم صاحب نے بڑی خدمت انجام دی ہے۔

ماہنامہ محفل: مدیر اعلیٰ جناب طفیل ہوشیار پوری۔ مقام اشاعت: شیخ بلڈنگ' رائل پارک' لاہور۔ بدل اشتراک ۱۵۰ روپے۔ خاص نمبروں کی قیمت فی پرچہ ۱۵ روپے یا ۲۵ روپے۔

یہ رسالہ ۳۳ واں سال پورا کر رہا ہے۔ ہمارے ملک میں کسی رسالے کی یہ عمر بڑی عمر ہے۔ اللھم زد فزد! جناب طفیل ہوشیار پوری بڑے زندہ دل اور قادر القلم اور نادر السخن شخصیت ہیں۔ وہ بڑھاپے کا منہ چڑانے کے لیے آج بھی مشاعروں میں بلند آواز سے لے کے ساتھ اپنا کلام سناتے ہیں۔ زودگو ہی نہیں بلکہ معیار کا بڑا اہتمام رکھتے ہیں۔ ہمارے کلاسیکل یا روایتی طرز غزل گوئی میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔ آج جبکہ شاعری قافیہ ردیف اور وزن کی زنجیریں توڑتی ہوئی کہیں کی کہیں جا نکلی' طفیل صاحب اساتذہ کے رنگ کلام کو اڑنے سے بچائے ہوئے ہیں۔

بہرحال وہ ہمارے دور کے بزرگ شاعر ہیں اور مجھے ان کا بڑا احترام ملحوظ رہتا ہے۔ کمال یہ کہ انہوں نے رسالہ جاری کیا تو پھر اس کا تسلسل ٹوٹنے نہیں دیا۔ ان کی زندگی تک (خدا دراز کرے) تو محفل کو کوئی خطرہ نہیں ' بعد کی ذمہ داریاں بعد والے سنبھالیں گے۔

اس وقت محفل کے دو سالنامے' ایک آزادی نمبر' ایک مجید امجد نمبر اور ایک یزدانی نمبر خاص طور پر میرے سامنے ہیں۔ ان نمبروں میں جس طرح انہوں نے اچھے اچھے لکھنے والوں کی محفلیں سجائی ہیں اور جو رنگ برنگے مضامین نظم و نثر جمع کیے ہیں انہیں میں ان کی ادبی کرامت کی طرح دیکھتا ہوں۔ بلاشبہ مدیر محمد خاں کلیم نے بھی تگ و دو کرنے اور خط و کتابت میں کسر نہ چھوڑی ہوگی مگر وہ بھی تو طفیل صاحب کے ہم قدم ہیں۔ مجید امجد اور یزدانی جالندھری دونوں کی شاعری پر اچھے مضامین آئے ہیں۔

خاص طور پر میں نے یزدانی جالندھری جیسے شریف شاعر کی وفات پر محفل کے خاص نمبر کو بغور پڑھا۔ لکھنے والوں کی فہرست میں وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی سے لے کر عارف عبدالمتین حافظ لدھیانوی' شیر افضل جعفری' منو بھائی' ڈاکٹر عبدالوحید قریشی' ڈاکٹر انور سدید' اے حمید' حفیظ تائب' مرزا ادیب' عطاالحق قاسمی' سید ضمیر جعفری اور دوسری بہت سی شخصیتوں کی نگارشات شامل ہیں۔ گویا "محفل" نے خیالات و جذبات کے پھولوں کے ڈھیر یزدانی جالندھری کی قبر پر لگا دیے۔

آہستہ برگ گل بہ فشاں بر مزارما
بس نازک است شیشہ دل در کنارما

یہ چاروں نمبر گراں قدر ہیں۔

------ ○ ------

افکار معلم: نگراں پروفیسر سید محمد سلیم ' مدیر اعلیٰ شبیر احمد منصوری' مدیر ظفر حجازی۔ فی شمارہ دس روپے۔ چندہ سالانہ ۱۰۰ روپے۔ (ارکان تنظیم کے لیے سالانہ چندہ ' ۸۴ روپے)

اس معیاری رسالے میں نہ صرف تعلیمی مسائل پر اعلیٰ درجے کے مقالات شائع ہوتے ہیں' بلکہ دوسرے دینی اور سیاسی موضوعات پر بھی اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ مثلاً پیش نظر افکار معلم کے شمارے میں (مارچ ۹۲) اسلامی تحریکوں کا اجتماع (اداریہ) ہے۔ روزے پر مضمون ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اعتدال کی اہمیت' ہجرت سے پہلے مکہ کی درسگاہیں' پولینڈ کا تعلیمی نظام ' چین میں اسلام' مسلم یونیورسٹی برائے خواتین' سائنسی علوم میں انداز فکر' نینی الہ آباد جیل سے' جموں و

سری نگر سے براہ راست' علامہ اقبال کا نظریہ تعلیم' وغیرہ بہت سی اہم نگارشات شریک اشاعت ہیں۔

------○------

ماہنامہ پکار: بادارت مجلس مدیران۔ بدل اشتراک پاکستان سے ۵۰ روپے۔ دفتر رابطہ ۱۲۔ فیصل سٹریٹ نمبر ۴۔بی ملت روڈ' سانده خورد' لاہور۔ زیادہ تر مسئلہ کشمیر سے متعلق مضامین۔

------○------

نیرنگ خیال: مدیر سلطان رشک۔ حکیم یوسف حسن کا شروع کردہ رسالہ بڑی خوبی سے ندرت مضامین کے ساتھ نکل رہا ہے۔ زر سالانہ مع خاص نمبر ۱۵۰ روپے۔ پتہ: ۸۔ پی ایم اے ہاؤس' لیاقت روڈ راولپنڈی۔

------○------

افکار: ایڈیٹر سید قاسم رسول الیاس (و مجلس ادارت دفتر (۱۵۳ / ۲۲ ۔ E ذاکر نگر جامعہ نگر' نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵۔ زر سالانہ /۸۰ روپے۔ دیگر ممالک سے ۴۰ امریکی ڈالر۔

بھارت سے نکلنے والا یہ ضخیم رسالہ بہت سی معلومات لے کے آتا ہے اور بھارتی احوال اور وہاں کے اخباری رجحانات ' نیز کشمیر و اراکانی مسلمانوں کے حالات پر معلومات دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں اسے پڑھا جانا چاہیے۔

------○------

نوائے سحر: بادارت مجلس برائے ادارۂ نور حق' ۵۰۳ شکار پور کالونی' کراچی قیمت فی شمارہ ۴ روپے۔

------○------

نشاۃ الثانیہ: مدیر سید اقبال۔ پتہ: ۱۰۴ مومن اپارٹمنٹس' باندیولی ہل روڈ' جوگیشوری (ویسٹ) بمبئی ۴۰۰/۰۲۔ قیمت ۳ روپے۔ سالانہ زر تعاون ۳۵ روپے۔

یہ اندراج ایک پرانے پرچے پر ہے۔ شاید اب زر تعاون بڑھ چکا ہو۔ اچھے نقطہ نظر کے ساتھ بھارت کے سماجی احوال پر نوٹ اور تبصرے شائع ہوتے ہیں۔ وہاں کی شخصیتوں کا تذکرہ آتا ہے۔ اسرائیلیوں پر ایک اچھا مضمون سامنے ہے جس میں ان کے مسلمانوں کے خلاف مظالم بیان ہوئے ہیں۔

------○------